
REGISTERED NO. A. 783
OUDH PUNCH
LUCKNOW
1927
WEEKLY
۱۹۲۷ء
جلد ۱۲
دوازدہم
जीलद
न: १२
M. B. KHAN
ARTIST
LUCKNOW

جلد ۱۲ نمبر ۲۴

مضامین غیر

(مورخہ ۲۴ جون سنہ ۱۹۲۶ء)

غزل

اب غیر کو کیا کہئے کس چیز کا پچھتا ہے / ڈرتا ہے بہت مجھسے حصہ میں پڑتا ہے
تہذیب نے دنیا مین فیشن یہ نکالا ہے / داڑھی کی صفائی ہے مونچھون کا صفایا ہے
اون رند خراباتی رندی کا مرا پیتا ہے / اے محتسب نادان کچھ تیرا اجارا ہے
مین جانتا ہون حضرت زاہد کی زبان مچھر مچھر / افسوس کہ یہ بڑھا پینے کو ترستا ہے
ہے خوب گھٹی چندیا جو گو سر چمکتی ہے / واعظ کی یہ ایا برنج کیا خوب سراپا ہے
دو چار ہی دن کے ہین مہمان یہ خربوزے / پھر دیکھئیے گا صاحب سر جانہ سفید ا ہے
سالی ہے اگر اسکو تو اون کو بدھائی ہے / اے دل بھولی آخر یہ کیون ڈرتا ہے؟
[illegible] مین گردن مین [illegible] / مرد تگ یہ شدھی کی تبلیغ کا طبلا ہے
ہر بانسے عادی ہین کب کیجیے دم نکلے / کیا بیٹھے ہین اے یارو یہ بھی کوئی جینا ہے
پیدا ہے خلق [illegible] وقت سنقت مین / ایڑی پہ جو پونچا ہے چوٹی کا پسینا ہے

افسوس ندیم اتنو احباب بھی ہین دشمن
کہتے ہین مجھے الفت اس عہد مین فتنہ ہے

رباعیات

دنیا پہ انقلاب کی دھن ہے سوار / اور گندم عیش پر عجب گھن ہے سوار
بڑھتے ہین دندہ پیچ جو ہر ہفتہ مین / انپر ترنگے چند دن تفنن ہے سوار

تہذیب مین یورپ کے بھی آتی کوشش / باقی نہ رہی وہ اور کی خورش کر فرش
یہ دیکھیے انقلاب عالم کا مزہ / مرغی جو اتاریں اسکو پہنین کفش

گرمی مین لگاتی ہا دون سفر برسات / گاتا ہے رعد بر بنگالی نغمات
آثار کو دیکھکر یہ کیونکر نہ کہین / برسات ہے برسنار اور چکنے پات؟

گرمی ہے موسمون مین گویا خنجر / درزی بھی جو نہین ہے اسکی توقیر

ملے ہین کہ درزی نمین ساید مکمکے پاجامہ پہنے والی ہین ۔

اسکو چھو کر بنالے دل چاہتا ہے / انسان بنائے اپنی شکل کی تصویر

اس گرمی مین کس طرح نہ ہم گھبرا دین / مکھی کو اس دل کو اب تو اب سمجھا دین
پانی کو طبیلا ہی آدم ہین / خطرہ ہے نہ جاب بیکسب ڈوبا دین

تیزی ہے طبیعت سے مے آتش رنگ / دل بیچئے بہلانے یہ نہین ہمین بھنگ
آنکھون کو دیتی ہے طراوت از حد / اس گرمی مین ہے پسند خاطر سبز رنگ

کب بنگ سے ہو رہی ہے کسی طرح گزند / بانی فساد جلا بجو ارا شد
اک جام سبز کر عطا اب ساقی / جسکو کہین بنگ یا جہانگیر پسند

"ندیم"

شطرنج کی چال

(نشتر)

شکر ہے کہ ہز ہولی نس رندھاوا شطرنج کے اڈیٹر نے اب جاکے اپنے حصول مقصد کے واسطے صحیح راہ نکالی۔ امید ہے کہ اگر حضرت نے آخری قول پر عمل فرمایا تو ہم سمجھینگے کہ ہماری نصیحت رائگان نہین ہوئی۔ ۱۸ جون کا روزانہ شطرنج ملاحظہ ہو۔ آپ لکھتے ہین۔

"مشری منت ہز ہولی نس بابا ہر دیال داس صاحب بی گدی نشین باغ بابا ہزارہ صاحب لکھنؤ کے زیر حکومت اور ہندوستان نمبر شطرنج اخبار کا مطالبہ ۱۵ جون سنہ ۱۹۲۶ء ہزہز روپیہ جو آنے جو باقی ہے ہم ہر طریقہ سے ہز ہولی نس کی خدمت مین تحریری و زبانی گزارش گزار کرتے چلے آرہے ہین کہ اس رقم کی بیباقی فرماکر ہمین اس زحمت سے سرخرو کیجیے مگر آپ وعدہ وعید پر ہی التوا فرماتے جاتے ہین۔ لیکن فرزند ارجمند (۹) کہان تک صبر کرینگے براے مہربانی اس بیباقی کا کوئی انتظام فرماکر مشکور فرمائیگا۔ کہیں فرزند ارجمند (۹) عدالتی کارروائی کی طرف رخ نہ کردین۔ جسکے آپکی شان مین فرق نہ آئے۔

آنریری جیت اڈیٹر"

ہمنے بھی یہی کہا تھا کہ بھائی کچہری کیون نہین جاتے۔ آخر چالیس ہزار سکے چھ ہزار ہوگئے۔ جب چالیس نہ ملے تو چھ ہزار کون دیگا؟۔ غالباً چالیس کے چھ ہزار سود کے الٹ پھیر مین ہوئے جسکے معنی یہ ہین کہ شاید منت صاحب نے کوئی سودی دستاویز اس عطیہ یا اقرار کے بارے مین لکھدی ہوگی۔ اور وہ بھی پرونوٹ کی صورت مین ہوگی جسکا لکھا دیوزھا استغاثہ قانون عدل و انصاف [illegible] مہینے مین برابر ہوجاتا ہے۔

کیا مزا آئے جو ہز ہولی نس رندھاوا بھی "۱۹ احکامات زبانی و تحریری" کا پورٹ لیکے ہو نہین کچہری سے

علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند
بلاکشان کچہری بسوئے یار روند

اور اون اہل انصاف سے جنکی مدح خوانی کا سلسلہ شطرنج میں ہنگ جنگ جاری ہے فائدہ اوٹھائین۔ اس کارروائی مین ہر نوع کا نفع ہے۔ ایک طرف تو ممنت صاحب سیدھے ہو جاینگے اور اونہیں معلوم ہو جائیگا کہ ایک اخبار نویس کو (بقول رندھا واجی) مجبور و زیر بار کرنا یا وعدہ وعید پر ٹالنا آسان نہیں ہے۔ دوسری طرف یہ نیا معاملہ پٹیالے والا بھی سدھر جائیگا اونہیں بھی کان ہو جاینگے۔ یعنے اگر اوضمون نے بھی خدانخواستہ اپنی حمایت کے عوض مین "شطرنج" سے کوئی وعدہ کیا ہے تو جھٹ سے ایفا پر آمادہ ہو جاینگے۔ وہ ہرگز یہ گوارا نہ کرینگے کہ موہوم وعدہ کے بدولت کسی کچہری مین اونکا نام پکارا جائے :-

"تہنیت حسن رندھاوا بنام نہر اکس مہاراجہ پٹیالا کوئی اجر ہے؟" بقول "ورجیل امیرون کی حکایتیں جینے بہت سنی ہین۔ مضمون پڑھنے والون کے واسطے دلچسپ ہو جائے اسلیے چند حکایتیں بیان کرتے ہین۔ ناظرین کا جی بہلے اور ہمارے رندھاوا صاحب کو نصیحت ہو۔ بیک کرشمہ دو کار۔

(۱) حج کے راستے مین شتربان گیت گاتے چلتے ہین اسے "حُدی" کہتے ہین۔ مرگ نے سے اونٹ صاحب مزے مین آجاتے ہین راستہ مزے سے کٹ جاتا ہے۔

خلیفہ منصور دوانقی نے جب حج کیا تو ایک شخص مسلم نامی اونکی مدح کے اشعار حدی مین گانے لگا اور ایسے مزے مین گایا کہ خلیفہ وجد مین آگیا۔ اپنے غلام ربیع کو آواز دی۔ اوسے حکم دیا کہ اسے نصف درہم انعام مین دو۔ مسلم شتربان بہت حیران ہوا۔ خلیفہ نے حیرانی کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگا کہ خداوند جب خلیفہ ہشام ابن عبد الملک نے حج کیا تھا تو میری "حدی" سے خوش ہوکے تیس ہزار درہم عنایت فرمائے تھے خلیفہ منصور نے سر سے پاؤن تک تعجب فرمائی اور کہا:-

"وہ اتفاقا تو یہ کہیے بیت المال اور مسلمانون کے خزانے کے تیس ہزار روپے آپ کے ذمہ واجب الادا ہین۔ ربیع۔ اور بیچ اس شتربان سے تیس ہزار روپے کھرے کھرے وصول کرے۔ قریب مسلم رودہی پکڑ گئے۔ پہ بہت منت سماجت کی تو معاملہ یون طے ہوا کہ روانی بلا انعام واپس اور جب کبھی پھر خلیفہ صاحب حج کرنے تشریف لائین تو شتربان صاحب کو واجب ہے کہ بغیر امید انعام اونکے سامنے حدی خوانی کرتے رہین۔

دیکھا رندھاوا صاحب آپ نے؟ خداوند دن زمانے کہ ممنت ہرنزائن داس جی کا عوض آپ کے قدیم و جدید ممدوح مہاراجہ پٹیالا صاحب ہین۔ اور مفت مدح خوانی کے مزے تو ہین۔

(۲) خالد بن صفوان ایک رئیس تھا کبھی اتفاق سے کوئی درہم اسکے ہاتھ سے خلیفہ مین بھی گر پڑے تو بیحد اوسے جھپٹ کے اوٹھاتا اور کہتا کیون بے پاجی یہ بہت عیاری اب کب تک گلیان بنا کر بگاڑے مین تجھکو سات تہون کے اندر چھپاکے صندوق مین بند کرونگا اور کبھی سورج کی روشنی دیکھنے دونگا۔

افسوس ہمین نہین معلوم کہ ممنت صاحب ممدوح رندھاواجی کی سخاوت کا کیا حال ہے۔ رندھاواجی اونکی دریادلی کا شہرہ دشمن کے آگے بڑے بیان فرماتے ہوے تھے۔ ہو اونہین کو تجربہ ہوگا جب جو ہزہرہ رکے گیا دربار تو سات تہون سے نکل کے ہاتھ تک آئے ہین۔

(۳) ایک اگلے زمانے کے رئیس شدت سے کنجوس تھے۔ حضرت جان تو جائے مگر کوڑی ہاتھ سے نہ جائے۔ اتفاقا وہ بیمار ہوے۔ دوست احباب کو تو سب کو جواب ملا کہ تیا بہت شدت سے بڑھا ہوا ہے۔ ایک لنگوٹیا دوست مزاج شناس نے کہا مجھے اون کے پاس لے چلو ابھی اچھا کر دونگا۔ جب بیمار رخانے گئے تو اونھون نے ایک روپیہ لا کر اونکے منہ مین رکھا۔ مریض کے کان کے پاس مٹرے جانکے روز روپیہ چبا تے لگے۔ بعد کان مین کہا کہ بارش سے یہان کی روئی چوٹ گئی ہوئی ہے۔ اچھا بیٹا اب میری روٹیان دو۔ انگلیوں کو دانت آئے۔ افسوس کے اتنا گر گیا کہ بیٹھ نگاہی صاحب اوٹھ بیٹھے ہو گئے۔

رندھاوا صاحب بقول خود شطرنج کے ابواب مین چھاتے ہین اپنا شعر۔ نام کرتے مین ممنت صاحب کو پھر



"یہ کھلونے - یہ موٹ - یہ گیند - کھنڈرے وغیرہ ان چلو یہی اپنی پسند کی چیز لے لو"

شکایت ہے کہ وہ ان سے یوں نہیں۔ یہ کیا قیامت ہے۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم بھی امیدوار ہیں۔ کیجئے جب انھوں نے انتقال فرمایا رفیق روزہ داری کی خریداری تو ہم کس امید پر انکی یاد اور انکے جانشینوں کی مدح کریں

(۳) اصحاب تاریخ جانتے ہیں کہ مسل بن ... دن تول میں ضرب المثل تھا۔ دہلی کا شاعر لکھتا ہے کہ میں ایک شخص کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ اوسکے چہرے پر بھوک کے مارے ایک رنگ آتا ہے ایک رنگ جاتا ہے۔ معلوم ہوتا تھا کب سے بھوکا تھا جب لبوں پر دم آ گیا تو غلام کو آواز دی "ارے کہاں ہے" وہ ایک کشتی میں بھنا ہوا مرغ لایا۔ مسل نے ایک ٹانگ مرغ کی خوب چبائی پھر کہنے لگا کیوں جی اسکا سر کیا ہوا۔ غلام نے کہا حضور وہ تو بیکار تھا میں نے کاٹ کے پھینک دیا۔ مسل بہت برافروختہ ہوا۔ کہا اے مردود میں اوسکے پنجے اور ناخن بھی ضائع کرنا پسند نہیں کرتا تو بڑا فیاض کی دُم ہے کہ آیا ہے کہ سر تراش کے پھینک دیا۔ اللہ اللہ سر کی فضیلت ترک کیا جاتا ہے۔ سر تمام اعضا کا رئیس ہے جو ڈری تو سے بہتر تاج رہتا ہے یہی جاتی ہیں سے "اذان" کی آواز نکلتی ہے۔ مبارک دستور ہے اوسکی چند باتیں ضرب المثل ہیں اوسکی آنکھیں شراب کی تشبیہ انھیں آنکھوں سے دیجاتی ہے۔ اوسکا بھیجا درد گردہ کے واسطے بہت مفید ہے۔ اوسکی نرم ہڈیاں بسکٹ کی طرح کرکری ہوتی ہیں۔ کوئی دانتوں سے اوس لطف کو پوچھے جو ان ہڈیوں کے چبانے سے حاصل ہوتا ہے۔ مرغی والے دیکھ لیں کہ مقدس سر کہاں پڑا ہوا ہے۔ غلام سست پڑ گیا اور قسم کھا کے کہنے لگا حضور مجھے یاد نہیں کہاں پھینکا تھا۔ حضور نے منہ بنا کے فرمایا۔ خوب معلوم ہے کہ تو نے اوسے کہاں پھینکا۔ یہ کیوں صاف صاف نہیں کہتا کہ پیٹ کے ڈبے میں رکھ لیا۔ خیر قیامت کے دن سمجھ لونگا۔

بس اگر ہمنت جی کی طرف سے شطرنج کے خاص نمبر کی آمد کی خوشی ... یا اشعار یا فروخت شدہ نسخوں کی قیمت کے مرغ مسلم کی یاد پرستی ہوتی اور سمت سری غائب دکھائی دیا تو ہمارے صاحب ... سمجھینگے کہ پھینک دیا بلکہ حجت سے پیٹ میں ہاتھ ڈالینگے اور

کھینچیں گے یعنی جناب مرغ کشش سوسو دیکھیے یہی سر ہے جسکی چونچ کو ذات تھی یہی سر ہے جسکی چندیا کرکری تھی یہی سر ہے جسکا بھیجا خوردہ مرغ درد گردہ کا علاج تھا۔ یہی سر ہے جسکی چشم ہائے میگون شراب کی تمثیل تھیں۔

یہ تو ہوا ایرانی کباب کا حال مگر خیر مرغ مسلم روزانہ شطرنج کے تمام اعضا قابل پرستش ہیں مثلاً سنگدانہ کیا ہوا جس کا پوست ضعیف معدہ کے واسطے اکسیر ہے۔ اور وہ کھال کیا ہوئی جسکی لذت ضرب المثل ہے وہ زبان کیا ہوئی جو مگر ہمنت صاحب آج تک اس غرض سے چل رہی ہے کہ دیکھو جب عبادت سرتاسر شطرنج خود ہمنت صاحب کی ہجو کرتی اور ہجو کا انعام پاتی ہے۔

جواب کے ہم بھی مشتاق ہیں۔ باقی پھر

راقم :۔ آبرو دالے مجرم مرزم

بے اصل مشہورات

"رقیب خود غلط یوں نہیں اڑا دیتے ہیں بے پرکی"

شب کو پلنگ پر کروٹیں بدلتے بدلتے خیال آیا کہ اکثر مشہور مقولے ہر شخص کی زبان پر تسبیح کی طرح چلا کیا کرتے ہیں مگر جب غور سے دیکھو تو ڈھنڈھ بندی شعبدہ بازی یا لوگ کے سوا اونکی اصلیت کچھ نہیں مثلاً کسی کا مصرعہ ہے :

ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را

لاحول ولاقوۃ کیا بے تکا مقولہ ہے۔ اسکا کوئی جواب! ذرا ان شاعر صاحب کے قبر میں جا کے پوچھے تو سہی کہ آپ جس "گوشۂ تنہائی" میں آجکل تشریف رکھتے ہیں وہاں کوئی آفت تو نہیں ہے۔ بھلا قبر سے بڑھکر اور کون سا گوشہ ہوگا؟ مگر بربنائے عقائد اسلام دو فرشتے اس گھر کے گوشے میں ضرور گھسے ہونگے اور خدا جانے کتنے مشکل سوال پیش کر کے عافیت تنگ کی ہوگی۔ بانیہمہ کیا آپ کو اپنے اس قول میں رد و بدل کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور اب بھی آپ قائل ہیں کہ

ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را

عوام معصوم اور بے گناہ نہیں ہیں۔ خواص کی تعداد کم ہے۔ کوئی حکم لگایا جاتا ہے تو باعتبار کثرت پھر جب گناہگاروں کی کثرت ہے تو قبر کا گوشۂ تنہائی اونکے لیے آفات کا گھر ہوگا یا نہیں؟ اب حضرت فرشتوں نے وہ ادھم جوتا ہوگا کہ خدا یا تیری پناہ۔ جواری سے پوچھے ہونگے "بندہ کیست" وہ جواب دیتا ہوگا "دھیرج رکھو پر تیس" چلیے یہی جواب گوشۂ تنہائی کی عافیت میں خلل ڈالنے کو بہت کافی ہے "ہاں بے دھیرج رکھو پر تیس؟ اچھا تو لے۔ ایک دو تین" ارے بس۔ بھیا بس۔ میاں بس توبہ ہوئی۔ یارو بازی نہیں جیتے اب تو رحم کرو۔ تو دونی۔ اچھا گنتی نہیں تیرہ۔ ہائے ہائے چرچراسی اب تو خوش ہو؟"

یا فرض کرو کسی شرابی کی قبر میں گھسے اور سوال کیا "بندہ کیست؟" ارے جام آگے بڑھا کے تان لگا دی

بتا ساقی جو کفارہ ہو شرابی کا پرستی ہیں
قسم پیر مغاں کی جھوٹی کھا بیٹھا ہوں کستی ہے
بھر کے پلا دے شراب یار ساقیا۔ ارے ہاں ساقیا
مزا ہے مزا ہے

شیخ صاحب بُرا مانیں سے کی
اور جو کوئی چیت کی آجائے

ادھر سے یہ جواب ملا۔ ادھر سے گرز آتشیں نے گھر سا تانا "ابے پی۔ مستغرب پی"

"پی چکا جناب پی چکا۔ آپ کے دشمنوں کی خیر رہے۔ بس جناب۔ ابھی بس خوب نشہ ہے اب کانشا نگ جائیگا۔ معاف کیجیے"

یا فرض کرو کہ ایک شاہد پرست کے تخلیہ کدہ میں گوشۂ تنہائی میں بے پردہ پکارے یہ خدائی فوجدار مخل ہوئے اور دریافت کیا "بندہ کیست؟" انھوں نے وہیں سے جواب دیا ہے

تن نازک کہ زیر پیرہن است
وحدہٗ لاشریک لہٗ تن است

اس جواب پر بے چارے گرز کی بر ... لگیں گوشۂ تنہائی میں کنکھنی کا ناچ شروع ہوا "ارے توبہ۔ الحذر بس باقی ہو رہے؟"

غیر فرشتوں کے یہ حرکات اور گوشہ گزین حضرات کے یہ حالات سطح زمین پر بسنے والوں کو دکھائی نہیں دیتے نہیں دیکھنے کیواسطے عقربیت کی نگاہ اور قبر کی اینٹ کی عینک درکار ہے جسپر گزرتی ہے وہی خوب جانتا ہے۔ اور جو کچھ جانتا ہے اوسکے اظہار کی زبان میں قوت نہیں ہے۔ گو نگے کا خواب ہے اسکی تعبیر کون دے۔ لیکن اس گوشۂ تنہائی میں فرشتوں کی مداخلت و بیجا کے علاوہ کیڑے مکوڑے [illegible] اور چیونٹیاں کے جسم کے گوشت کا ناشتا فرماتے ہیں کیا یہ کوئی آفت نہیں؟ آپ بھی خدا بچ گئے۔ [illegible] کے علاوہ اگر حضرت غالب کو دیکھا ہوتا

تھک کر دیار غیر میں [illegible] وطن [illegible]

وہ بیکسی کی شرم [illegible] رکھتے [illegible] نے ترس کھا کے مردہ جسم کو دو گز کپڑے میں پارسل کی طرح باندھ کے گڑھے گڑھے گوشۂ تنہائی کے اصل [illegible] میں کھیڑ دیا تو سبحان اللہ پھر تو "ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را" کو بجو ذیحین [illegible] بستی اور ہم جگہ بگڑ کے گھیت ہائیں۔ گوشہ گزین صاحب کفن [illegible] جسٹ کے گوشۂ تنہائی کی سیر کرنے لگے۔ گوشت پوست تھے نہ پلیوں کا ناشتا ہوا۔ ہڈیاں کچیں تو وہ بقول ذوق سے

واہ رے شور نمک لوب یہی چہرہ کا رنگ
استخوان میرے [illegible] کسی مزے [illegible] کھائے

ہائے غضب کھائیں پکوان کتوں کے پیٹ میں گئیں فرشتوں اور جانوروں کی مداخلت سے قطع نظر کیجئے۔ کفن کھسوٹ بھی تو اس گوشۂ تنہائی میں مخل ہوتے ہیں۔ یہ تو کسی کو ملا بھی نہیں ہوتے دیتے۔ ادھر کوئی شخص چار کے کندھوں پر سوار ہو کے گوشۂ تنہائی میں لیٹا دوست احباب فراغت پا کے گھر کی طرف پھٹے اودھر انھوں نے کدال اوٹھایا۔ بڑا سا موکھا بنایا۔ ہاتھ ڈال کے بند کفن کھولے۔ سر پکڑ کے کھینچی [illegible] مردہ بیزبان حال ہوں ہوں ہاں کیا کرتے ہو۔ ارے [illegible] حال میں ننگا ہوا جاتا ہوں۔ [illegible] بیہودہ کس کی سنتے ہیں چادر بغل میں دبائی [illegible]

[illegible]

بولی اٹھ آئے ایک رو نہیں ۔۔

الغرض قبر سے بڑھکے گوشۂ تنہائی کی کوئی قسم نہیں ہے جب وہاں آرام نہیں تو کہیں آرام نہیں۔ اگر کوئی دہریہ ان آفات گوشۂ تنہائی کی ہستی کا اسو جہ سے اقرار نہ کرے کہ مرنے کے بعد مردہ جسم پر آفتیں نازل ہونے سے کوئی نقصان نہیں [illegible] راحت ہے تو ہم پوچھینگے کہ صاحب تیری زندگی میں گوشۂ تنہائی کب آفتوں سے بچا ہے۔ اگر وہ [illegible] ہے تو گوشۂ تنہائی کے دروازے [illegible] کا مقولہ ہے "اندر آنے کی ممانعت ہے" اور پھر "گوشۂ تنہائی" میں بیجا طور سے داخل ہو [illegible] تعلقات میں اور بیجا ہو دل۔ فرض [illegible] رہنے والا دل۔ اکیلا پاسے مرقد میں پڑا رہنا نہیں دید کرنا اور نکلا بیٹھے نہیں رہا۔ پھر طرح طرح کے [illegible] پیدا نہیں انسان قبر کی مدد کا [illegible] ہوا ہے۔ وہ گوشۂ تنہائی گت کو [illegible] ہے۔ اگر [illegible] جو رونہ جاتا اندر میاں سے [illegible] صحت بھی خاک ہے فراغت بھی موجود ہے اور آپ نے کسی قبرستان یا ستان مقام کو آفتوں سے بچنے کے لئے اختیار فرمایا ہے تو خدا وند نعمت یوں بھی آفتوں [illegible] آزاد کر پڑیگا۔ خفیہ پولیس [illegible] بدوضعی کی منت میں پڑو گی۔

انواع و اقسام کے [illegible] خدمت میں [illegible] (۱) بان اور تھا کا [illegible] کے حسب حمی القب [illegible] جیسے [illegible] تھا [illegible] کی [illegible] ۔۔۔۔ (۲) قبر [illegible] کے جبلی [illegible] بنا وٹ ہو (۳) [illegible] انکا لقب [illegible] عادت ہو (۴) بہت [illegible] حقیقت میں [illegible] کرتے ہیں [illegible] کی کھلی کتری کرتے ہو (۵) [illegible] رقیب ان [illegible] ہوتا ہے۔ جلی مسٹر [illegible] تو ری بھی کی ۔۔۔۔۔ (۶) لباس کیمرا [illegible] کفن کھسوٹ ہو [illegible] میں بجرموں میں بے الزام ثابت ہو گیا اور [illegible] نے گوشۂ تنہائی کی راحت کا طلسم توڑ دیا مجسٹریٹ صاحب مسٹر اودھ پنچ کی تنخواہ پاتے ہیں اونھوں نے آئی ہو [illegible] رشتہ [illegible] کر [illegible] بیٹھنے کا حکم دیا [illegible]

ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را

بے دو زندہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہمیں گوشۂ تنہائی کی زندگی آفت بروقت [illegible] ہو گی کبھی ایسا تو نہ ہوے کہ گوشۂ تنہائی میں آفتوں سے مفر [illegible] ہو کو کچھ یہ مقولہ بلا ہے یا نہیں؟ خود دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ آفتوں کا [illegible] گوشۂ تنہائی کی باتیں میں رہتا ہے۔ سانپ کے مسکن میں جانا اور آفتوں میں [illegible] بیٹھنا [illegible]

شاعر صاحب نے ہیچ کے لفظ سے آفت کا عام طور کیا۔ یہ قول اوس زمانے کا ہے جبکہ حضرت [illegible] کے گوشۂ تنہائی [illegible] آفت کے کاٹ نکل کے ہر ان [illegible] اور تنہائی [illegible] کے [illegible] موت و کہ [illegible] زندگی کے [illegible] گوشہ گیری کے جبری ترک کا نتیجہ ہیں۔ لیکن ان آپ کی "آفت" جان اور غیر معتدل [illegible] روائیوں کی بدولت جو گوشہ گزین حضرات نشین [illegible] لذات [illegible] الدھر قائم اللیل [illegible] قبل از وقت [illegible] پڑتے ہیں اونکے بارے میں کیا حکم ہے؟ [illegible] اونہیں اس گوشۂ تنہائی میں [illegible] آفت [illegible] یا نہیں؟

[illegible] آئندہ بیان ہونگے۔

راقم [illegible]



دوراہہ

چہ کنم!

دو نئی کتابین

(۱) مرقع عبرت جس کا تعلق مرنے سے ہے شعرا نے مزارون سیر کی اور لکھا ہے خرابات دنیا مین قبل از مرگ واویلا کے طور پر شعر کہے ہین "چل چلاو" کے بازار کا نظارہ اس قدر کی نگاہ سے دیکھینگے۔ کسی کی مرگ مین دل سوگوار ہوگا تو ان اشعار کا لطف اوٹھائیگا۔ سیکڑون مسافر عدم کی گرد کو روانہ ہوتے دیکھ کے بھی یہان مرنے کا ارادہ نہین۔ نہ دل کو وہان کی بستی دیکھنے کا شوق ہے۔ رہا معاملہ باندھ جانے کا سو... تو وہ نوشتہ تقدیر ہے۔ انسان کے بس کا نہین۔ اولیاء اللہ ایسے موت کو عبرت کے ساتھ وابستہ کرتے ہین کہ دنیا مین چند روز رہنے والے بھول بھلیان مین مبتلا ہو کے اس راہ مین کانٹے نہ بوئین۔ خدا نخواستہ ان کا یہ مقصد نہین کہ روتے روتے زندگی تمام کرو۔ اس کتاب کی بعض نظمین ہنسی سکھاتی ہین مگر بعض اس عیب سے خالی بھی ہین۔ بہر حال دیکھنے کی چیز ہے۔ جو صاحب بیٹھے بٹھائے ہی گور ہانا چاہتے ہین۔ علی احمد صاحب آزاد جبل پوری جامع مسجد جبل پور سے چار آنے بھیجکر منگوا لین کتاب کی لکھائی چھپائی خوب ہے۔

(۲) طبیبہ حصہ دوم۔ اس کتاب کے پہلے حصہ مین زنانی بیماری اور زچا کے رکھ رکھاؤ سے متعلق آسان ہدایتین جون کی ۱۹۲۲ء مین ہم اپنا تبصرہ کر چکے ہین۔ اب دوسرا حصہ چھپ کے آیا ہے یہ بچون کی بیماریون اور اون کے آسان علاج پر مشتمل ہے۔ زبان عام فہم ہے۔ معمولی پڑھی لکھی عورت بھی سمجھ سکتی ہے۔ خود نہ پڑھے تو کسی سے پڑھوا کے سن سکتی ہے۔ اور ایک حد تک قدم قدم پر فیس اینٹھنے والے ڈاکٹرون اور حکیمون کی تنگ طلبی سے رہائی حاصل کر سکتی ہے۔ غالباً معمولی سی بیماری کے لیے نسخہ اعمال رسا ... یا ساحرون کا کر گور مین نادرے خوشبودار پر ترسے اور نہانے دھونے کے مطب مین جلنے پھر جب تک معالج صاحب کو دوسرے مریضون سے نجات ... اوس وقت تک بیٹھے کی حشری تجویزون کا باجا سننے۔ یا درست ادویہ سے ... دنیا بھی آلودہ کرنے کی زحمت گوارا کرنے کی بیا ضرورت نہ ہوگی ... ڈاکٹر صاحب کے ... ساعد خراش

ہو گئے کہ ... تھا ... ہے اور ... ہین ہے۔ مجھ جناب ... نہین جانتا۔ نہ جناب حکیم صاحب قبلہ یہہ فرما سکینگے کہ حضرت آپ کے یہان بہت بد پرہیزی ہوتی ہے آپکی بیگم صاحب پرلے درجے کی بد پرہیز ہین۔ بچے کو ... ہو گئی اور خبر نہ لی اب جبکہ پیٹ مین سدے متحجر ہو گئے تو آپ تشریف لائے ہین۔ بہتر ہے بیگم صاحب سے کہیے کہ کھانا پانی موقوف دو دن ... فاقہ کرین۔ اور مجھے یہہ امتحان کا نسخہ ہے۔ نادری پریس جبل پور کا کام اچھا ہوتا ہے۔ یہہ کتاب بھی اسی پریس مین چھپی ہے قیمت ایک روپیہ ہے مگر یہہ قیمت زیادہ ہے۔ کم کرنی چاہیے۔ اسکے مولف بھی علی احمد صاحب آزاد جبل پوری ہین۔

آفتاب

بنگال وہ مقام ہے جہان ہندوستان کے تمام مشہور شہرون سے پہلے اردو ٹائپ بنا اور اوس سے کام لیا گیا۔ اردو کی کتابین چھپین اور شایع ہوئین ... صاحب بہادر کلکتے کو دلی کا جواب بنا کے اپنی سلیقہ وری اور خیر خواہی ہند کی داد رعایا سے لینی چاہتے تھے اوسوقت کسی کو یہہ وہم بھی نہ تھا کہ ملکی زبان کرسانی گٹ پٹ ہو جائیگی اور بنگال مین پھر بھولے سے بھی کوئی اردو زبان کا نام نہ لیگا۔ چنانچہ اسوقت وہان کوئی اچھا اردو کا اخبار نہین ہے حباب کی طرح پرچے پیدا ہوتے اور مٹتے ہین۔ بالفعل ایک ماہوار رسالہ بنام آفتاب چراغ حسن صاحب حسرت کے زیر تالیف نکلا ہے۔ چراغ کے جلو مین آفتاب "اچھا! جو یہ بات کر نہین؟ رسالہ ہر اعتبار سے بجا نہین ہے۔ ہونہار معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ اسے بے پروائی اور بعض ... سوزبے اتفاقی ... اسے ضرور نہ ہو نچائے۔ رسالہ باتصویر ہے ۲۰ صفحہ کا حجم ہے دو دو پیسہ آٹھ آنے سالانہ قیمت مین سستا بھی ہے پنجاب ٹائن آرٹس پریس سلیم گلا دھرا بو مین کلکتہ سے خط کتابت کیجیے۔

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجیے۔
منیجر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

شتری تعلیم

احمد بن زناعہ کے پاس اوٹنی تھی۔ اس اوٹنی کی تعریف سے حضرت کا کبھی جی نہین بھرتا تھا۔ نماز پڑھتے مین بھی کسی نے اونٹ کا نام لے دیا تو دل مین ہول سما گئی کہ کس طرح رکعت ختم ہو جائے اور مین اپنی اوٹنی کی توصیف مین مخلخے باندھون۔ جناب اوٹنی ہو تو ایسی ہو۔ سو کوس کا دھاوا اوسکے نزدیک ایسا ہے جیسے کوئی پلک جھپکا لے مار اموڑ سے دوڑ ہوئی پھر ہو نٹرا اوسکی گرد کو بھی نہ پہونچا۔ کئی مرتبہ ریل کے انجن مین اوسکی نکیل اٹکی مگر تو یہ انجن کی کیا مجال ہے یہہ معلوم ہوتا تھا نکیل کی شست مین مچھلی پھنسی ہے۔ سنتے سنتے لوگون کے کان پک گئے اتفاق کی بات ایک تازہ وارد شتر سوار نے بھی یہہ ذکر سنا اوسے اپنے اونٹ کی رفتار پر دعوے تھا جھٹ مقابلے پر

(امر قابل تفریح)

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۱۲۹

بعدالت منصفی ضلع مرزاپور۔
بنا پرشاد وغیرہ ... مدعی
لتا پرشاد وغیرہ ... مدعا علیہ

بنام

[illegible] ساکن ... ضلع شاہجہانپور ... مقام ... لتا پرشاد ...

ہرگاہ کہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش بابت ... دائر کی ہے ... تمکو حکم ہوتا ہے کہ بتاریخ ... ماہ جون ۱۹۲۳ء وقت ... دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو ... اور جملہ امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوی کا ... اور چونکہ وہی تاریخ جو تمہارے حاضر ہونے کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تمکو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہون کو پیش کرو ... اور ... جس پر تم بحث ... کرنا چاہتے ہو ... معلوم ہو ... اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۸ ماہ جون ۱۹۲۳ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم

مہر عدالت

آمادہ ہو گیا۔ "لایئے اپنی اونٹنی میدان مین ذرا سی دکھایئے اوسکی چال" ہمارے حضرت کی اونٹنی کی چال تو کچھ تھی نہین یہان تو زبان کی سانڈنی خوب چلتی تھی۔ بہت کچھ سنتے سنتے سے ایک لاغر جیسا اونٹنی آپ سامنے لائے۔ شتر سوار ہنسا اور کہنے لگا حضرت اگر یہی سانڈنی ہے تو اسے آپ میرے اونٹ کی دم مین باندھئے مین پانچ کوس تک اپنے اونٹ کو بیجاؤنگا۔ اسنے گردن ڈال دی تو آپ ہارے۔ نہین تو مین اپنا اونٹ نذر کر دونگا۔ مقابلہ ہوا اونٹنی ساتھ نہ چل سکی گھٹنے ٹوٹے ٹخنے چھلے۔ تھنا لہولہان ہوا اور آدھی راہ بھی طے نہ ہوئی تھی کہ اونٹنی چت ہو گئی۔ یہی حال ہمارے شہر کے شیعہ کالج کا ہے۔ سکریٹری صاحب عملاً مدعی ہین کہ میری اونٹنی بعہد انتظام اے سبحان اللہ والد مرحوم کے وقت سے چلنے مین دعا دیتا ہے۔ جوائنٹ سکریٹری صاحب بزبان حال دعوے فرماتے ہین کہ میری نگرانی کا جواب کوئی انسٹی ٹیوشن نہین ہو سکتا ازل سے اس حقیر کی ولادت کا اصلی منشا یہی تھا کہ ایک شیعہ کالج بنے اور مین اوسکی تکمیل اپنے ہاتھ مین لون اوسکے قدم سے اپنا قدم ناپون اسے اپنے قدم بقدم چلنا سکھاؤن۔ دیکھون تو سہی مجھکو کون اس مجھسے ہٹاتا ہے۔ ابھی یاد رہے جس دن میرا قدم درمیان مین نہوگا اوس دن کالج کی بسی لپٹی تاگون کو ہر شخص کی زبان پر ہوگا۔ ان دعوون کے مقابلے پر کوئی اونٹ والا آمادہ نہین ہوا لیکن جب تحریر سرفراز ہوا طالب علمون مین ۳ شیعہ طالب علم ایکی امتحانات مین کامیاب ہوئے۔ واہ کیا عظیم الشان دوڑ تھی کیون نہ عظیم الشان بھی اور سستی بھی کیا معنی کہ کالج کا سالانہ بجٹ کیا ستر ہزار ہے اور ۳ شیعہ طالبعلم تھرڈ ڈویژن مین پاس ہوئے تو فی کس ۔۔۔ ہزار چھ سو روپیہ خرچ ہوئے اب اس سے زیادہ علاوہ از اس تنظیم کیا ہوگی اس قسم کی تعلیمی ترقی کو ہم اعلاجن رفاہ کی ختنری دور کہتے ہین۔

ہندوستان کی خوشحالی

ساون کے اندھون کو ہرا ہرا سوجھتا ہے جنکے ۔۔۔ چاول ہو گئے ہین وہی چبا چبا کے باتین کرتا ہے۔ لندن مین دو معزز و دردمند ولایا مصیبتا کی آوازین بلند کرتے ہین جنکی سالانہ آمدنی آٹھ نو سو روپیہ ہے ہندوستانیون کی اوسط آمدنی سالانہ پچیس تیس روپیہ ہے اور وہ خوشحال نظر آتے ہین۔

تو بات کیا ہے؟ ہندوستانیون کو غل مچانے کی عادت نہین ہے ابتدائے مصیبت مین بلبلا اٹھتے ہین فریادرسی کرنے والا کوئی ہے نہین چیختے چیختے تالو خشک ہوا۔ گلا بیٹھ گیا منہ کو گویا۔ آواز بند ہوئی سرکار نبض شناس ہے اوسنے فوراً لندن تار بھیجا۔ "اب بفضلہ تعالیٰ افاقہ ہے۔ آپ لوگ گھبرایئے نہین چیخ پکار کرنے کی صدا بند ہوتی رہی۔ لندن سے بھی مزاج پرسی ہوئی یہان سے یار دوستون نے لکھ بھیجا "مرض کم ہو گیا ہے اور جسقدر کم ہوتا جاتا ہے اوسی قدر جسم پر سستی چھاتی جاتی ہے" کمزوری دواؤن سے دور کی جاتی ہے کیا کرین کسی طرح جان تو بچے ورنہ کبھی کبھی مریض کراہتا ہے باقی خیریت ہے۔" جیسے مرض کے امتداد اور تیمارداری کیجاتی ہے یاس نے شدائد مرض اوٹھانے کی عادت ڈال دی۔ نہ سانس ہے نہ ڈکار ہے نہ ڈراف ہے نہ آہ ہے نہ فضد ہے نہ حرکات ہین ہے۔ بس کیون نہ یہان سے تار جائے "مبارک باشد وہ باد روگ دھوک گیا اب مریض آرام کی نیند سو رہا ہے نہ ہاتھ ہلتا ہے نہ پاؤن نہ دم ہے نہ درد۔ ایک ہی مرض نہین سو بیماریان اور بھی برداشت کرنے کی طاقت آگئی ہے۔ شروع سے نئی نئی بیماریان بھیجئے جبتک خوشحالی کے یہی معنی ہین ہارڈ ریڈنگ۔ کر رہے نہین نمک حلال ہارڈ ریڈنگ یا سر ایلکس اوڈوائر یا لارڈ ڈنشٹن سچ کہتے ہین خوشحال ہندوستانی بشاش ہین۔ ہندوستان جنت نشان ہند!!! اس خوشحالی کا طلسم یا توٹیگا جب مریض صاحب بین ہو جائینگے یا اوسوقت جبکہ ان فی الموت مین تھوڑی دیر کے لئے شدائد مرض سے نجات ملیگی اور بیمار ہند انگلستان کی طرح طلب حق مین تیار دار رہیگی۔ ہندوستان کے پردہ بیٹھے ہیں۔

المختصرات

نینی تال مین صوبے کی کونسل کے جلسے شروع ہونگے۔ سنتے ہین کہ وہان آجکل بڑے زور کی بارش ہو رہی ہے ارکان بھیگتے ہوئے آئے اور اسوجہ سے پسینے ہوئے چلے گئے گورنمنٹ چند تجویزین ٹیکسیشن کے زور پر منظور کرلین جو کونسل مین مسترد کر دی گئی تھین۔ اوس شخص سے زیادہ کون بے دقوف ہوگا جو کسی شخص کی مدد کا منتظر کرے۔ بھائی چوٹ لگی ہے یار اگر چوٹ نہ لگے کا پاس ہوتا تو وہ مدتا ہی کیون۔ لہذا انتس ۔۔۔ کا یہ قول بالکل درست ہے کہ حکومت نے حاکم صوبہ کو خاص اختیارات کی دھول مین لگانے کا حق دیا ہے جب اوسکا جی چاہے "سٹرن" کی مشق کرے جیتا ستی صاحب نے خدا جانے کس مصلحت سے اپنی صدائے احتجاج بلند کی وار سا مین روسی سفیر کے قتل انگلستان مین سفارت خانہ روس کی تلاشی نے چین کا دکھتا ہوا ۔۔۔ خبرین اول تو آتی نہین اور آتی ہین تو گول مول۔ غیر مفہوم الفاظ مین۔ اسلئے ترجیح ہے کہ آج تک شاندار با عظمت صبح کا مژدہ سننے مین آیا کیا معنی کہ دو ہوا و ہوا ہے یہ نہین ہو سکتا۔ گزشتہ ہفتہ مین ہوئے ہورون کا جی منشا تھا کہ صبح کو دیکھنے والے لنگر بریج کو گرفتار کر لیا شورش ابھرا یہ موقوف ہو گئی۔ "ڈیرو گزٹ" کا ایک نمبر اجکل جاری کا تذکرہ مین شائع ہوا ہے ایک نہیال الحورت نے بیان کیا کہ گھر والا گھر مین نہ تھا۔ ایک صاحب ہمارا گھر کی تلاش کرتے ہوئے میرے گھر مین گھس بیٹھے ساتھ آدمیون کو وہان سے نکال کے دروازہ بند کر دیا مجھے پکڑا ہوا مین کپڑا اوتارنے لگے اتفاق سے ایک پیچ ۔۔۔ باتھ لگ گیا جو پچھاڑ کے جو سینے کو ۔۔۔ کہا یہ میرا گھر ہے تو صاحب کی ہندی ۔۔۔ کا جوت دوسی وقت او تر گیا اونکے پیچے کا رز ۔۔۔ معلوم ہوا کہ یہ آدمی ۔۔۔ ۔۔۔ بہتر ہوگا کہ بلا دری خاتون اور ہوس کی مہر دل کی جابجا ۔۔۔

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۳

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھتے بلکہ اونکے گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک جس قدر اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار میں اسد [illegible] اگر کوئی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب مین انہیں نقل کی گئی ہیں حقیقت یہ کہ اگر آپ سر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب [illegible] [illegible] استاد خود تعلیم دیتا ور نہ ایک معمولی [illegible] [illegible] [illegible] مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا [illegible]

اس کتاب کو [illegible] حصہ دوم [illegible] تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایہ اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول [illegible]

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ